... دگار جہان | نہان وعیان وعیان ونہان

این مثنوی سراپا فصاحت آئینہ جمال وحدت مسمیٰ بہ

نتیجہ خیال بیمثال [illegible]

گلدستہ معرفت

سنہ ۱۳۱۰ھ

بشہر فرخندہ بنیاد اکبرآباد باہتمام محمد قادر علیخان سنّی جو

در مطبع مفید عام برنگ و سن نوبہار جلوہ آرا گردید

بتائید پروردگار جهان | نهان در عیان و عیان در نهان

این مثنوی سراپا فصاحت آئینهٔ جمال وحدت مسمّی به

گلدستهٔ معرفت

سنه ۱۳۱۰ھ

بشهر خجسته بنیاد الٰہ آباد باہتمام محمد قادر حسین خان صوفی عفا

در مطبع مفید عام بنگ و بس نوبهار جلوه آرا گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لکھوں حمد پروردگار جہان | نشان جسکی لاکھوں ہیں خود بی نشان
وہی بندہ پرور وہی دستگیر | وہی ہی علے کل شئے قدیر
سمیع بصیر غفور الرحیم | علیم خبیر و حکیم عزیز رحیم
حسیب مجیب حفیظ وکیل | غنی کبیر عظیم جلیل
ترا نام جبار و قہار ہے | تجھی خود پسندی سزاوار ہے

تجھی کو ہی زیبا خدائی ترے — ہی ہے بے انتہا بادشاہی ترے

نہ کوئی ہوا ہے نہوگا شریک — تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک

فنا سب ہین باقی ترا نام ہے — نہ آغاز ہے اور نہ انجام ہے

کسی چیز کی تجکو پروا نہین — کسی کا تجھے خوف اصلا نہین

تری کنہ قدرت کو پہنچے خیال — یہ ہے غیر ممکن سراسر محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا — زمین آسمان کوہ وصحرا بنا

عیان ہے ہر اک شی مین جلوا ترا — کس آنکھون سے دیکھون تماشا ترا

نہو کس طرح مغفرت کا یقین — تری ذات ہے ارحم الراحمین

نہان قطری قطری مین پہر ہی عیان — عیان ذرّی ذرّی سے پہر بی نشان

دو عالم کو اک دم مین پیدا کیا — تماشای قدرت ہویدا کیا

فقط لفظ کن سے جہان بن گیا — زمین بن گئی آسمان بن گیا

عیان صورت کہکشان ہوگیی — گلون سی زمین بوستان ہوگیی

نہ غور و تامل زیادہ کیا — وہی ہو گیا جو ارادہ کیا

اوسی سے ہین گردش مین لیل و نہار — اوسیکی ہین قدرت کی جلوے ہزار

اوسی کی تجلی سے ہے دیکھو جہان — عیان مین نہان ہی نہان مین عیان

ظہور اوسکا ماہی سے تا ماہ ہے — جدہر دیکھو اللہ ہی اللہ ہے

اوسی کی ہر اک لب پہ ہے گفتگو — اوسی کے ہر اک دل مین ہی آرزو

اوسی سے درخشان ہین شمس و قمر — اوسی سے نمایان ہین شام و سحر

اوسی سے ہی ہر شی کی نشو و نما — اوسی سے بقا ہی اوسی سے فنا

اوسی سے مناسب ہے امید و بیم — وہی منتقم ہی وہی ہی کریم

وہ ہر شی مین ہی پھر نہین ہی کہین — وہ سب کچھ ہے دیکھو تو پھر کچھ نہین

اوسی نے بنائی ہین حور و قصور — اوسی کا ہے ارض و سما مین ظہور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات — اوسی کے ہین پرتو اوسی کی صفات

ملائک بشر جن و غلمان و حور — نہین ہی کوئی اوسکی رحمت سے دور

ازل سی ہین سب اوسکے در کی فقیر — غنی و گدا و صغیر و کبیر

سب اوسکی ہین مخلوق خالق ہی وہ — سب اوسکی ہین مرزوق رازق ہی وہ

سب اوسکے ہین محتاج وہ بے نیاز — سب اوسکے ہین بندی وہ بندہ نواز

ہی اول وہی اور آخر وہی — ہی [illegible] ہی اور ظاہر وہی

ہمیشہ رہی ہے رہیگی نمود — اوسیکو سزاوار ہی ہست و بود

وہ خالق وہ رازق وہ بختہ نواز — وہ مالک وہ مختار وہ بی نیاز

جہان مین عشرت ہے غم پیش و پس — ہی اللہ بس اور باقی ہوس

دیا رتبہ اوج افلاک کو — کیا فرش اس سطحۂ خاک کو

ضیا مہر کو تاب اختر کو دی — تڑپ برق کو آب گوہر کو دی

شفق کو دیا ارغوانی لباس — فلک کو ملا آسمانی لباس

ہوئی زیب و زینت گلون کو عطا — ترانے ہوئی بلبلون کو عطا

کیا زر کو عالم مین حاجت روا — جواہر کو بخشا عجب مرتبا

کسی کو کیا تاج شاہی عطا — کسی کو گدائی کا کاسہ ملا

سکندر ہوا مالک بحر و بر — سلیمان کو بخشا عجب کر و فر

کسی کو جہان مین تونگر کیا — کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جانان سی شاد — مقدّر سے کوئی رہا نامراد

کسی کو دیا شوق ناز و ادا — کسی کو ملا ذوق مہر و وفا

کسی کو دیا اوسنی حسن و جمال — کسی کو تمنّا ہی لطفِ وصال

کسی کو نہین دخل چون و چرا — وہ مالک ہی جو اوسنی چاہا کیا

کوئی با ہنر ہے کوئی بی ہنر — مگر اوسکی رحمت ہی ہر ایک پر

وہ چاہی تو قطری کو دریا کرے — سمندر کو چاہی تو قطرا کری

بشر کو دیے گوش و چشم و دہن
دہن ہی سے کیسے لاکھہ پیدا سخن
بہارِ چمن زینتِ انجمن
سخن ہے سخن ہی سخن ہے سخن

بیان [illegible] انبیا و ائمہ و اولیا و علما

ہدایت کو بھیجے بہت انبیا
جدا اگانہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا
گروہ [illegible] نے سجدہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو
عنایت ہوا علم ادریس کو
ہوئی نوح کی التجا مستجاب
گنہگار و مشرک ہوئی غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل
ہوئی رشکِ گلزار نارِ خلیل
ملی چشم خونبار یعقوب کو
عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا
تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کنعان کو حسن و جمال
بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوئی طور سینا پہ موسیٰ کلیم ۔ نظر آئے انوار ربّ کریم

مسیحا کو بخشا عجب معجزا ۔ کہ قم کہہ کے مردون کو زندہ کیا

محمدؐ ہوے خاتم الانبیا ۔ شفیع قیامت حبیبِ خدا

ہوا انکی مقدم سی روشن جہان ۔ ہوی انسی پرنور ہفت آسمان

ہوی سرد فارس کی آتشکدی ۔ گری قصر کسریٰ کی سب کنگرے

ہوا دہر کفر و ضلالت سی پاک ۔ ہوی بت پرست و منافق ہلاک

بجا عام نقارہ اسلام کا ۔ مٹا نام ہستی سی اصنام کا

نہ گھر مشرکون کے نہ بستی رہے ۔ رہی جس جگہہ حق پرستی رہی

ازل سی ہوا کون محبوب خاص ۔ ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص

ہوئی کس کو مہر نبوت عطا ۔ کسی حق نے تاج شفاعت دیا

میسر ہوئی کسکو سیر جنان ۔ بنا کس کا خلوتکدہ لامکان

یہ ادنیٰ ہی اعجاز خیر البشر | کیا اک اشارے سے شق القمر
کسی نے نہ سایے کا پایا نشان | کہان سے ہے کہان ہی کہان ہی کہان
ہوی آپ کے جانشین و وصی | امیر عرب شاہ مردان علی
کیا حق نے زور ولایت عطا | وہی ہین زمانے کے مشکلکشا
ملین زوجہ بنتِ نبی فاطمہ | کہ عصمت کا ادنیٰ ہوا خاتمہ
رہین محو یادِ خدا عمر بھر | یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر
عنایت کیے حق نے دو نور عین | کہ ہی نام جنکا حسنؑ او حسینؑ
خلف تھی کہ دو گوھر بی بہا | شہادت کا دونون کو تھا مبتلا
ہوی سلسلہ وار پھر نو امام | رہی دین و دنیا مین سب نیکنام
ہر اک رہنمایِ زمانہ ہوا | ہر اک معرفت مین یگانہ ہوا
زہی شان اصحاب خیر الورا | کہ اوصاف ہین جنکے بی انتہا

ہزارون ہوی اولیای کرام
بہت اونسی جاری ہا فیض عام

کیی خلق ارباب علم ویقین
ہوی عالم دین و رکن رکین

بہت اہل دل اور موحد ہوی
بہت علم عرفان کے موجد ہوے

بہت جام وحدت سی مدہوش تھے
غم دین و دنیا فراموش تھے

ہوا مختصر حال سب کا رقم
رہا سب یہ خالق کا فضل وکرم

مگر چشم انصاف سے دیکھیے
وہ کیسا ہی جسنے یہ رتبے دیے

اوسی سی منور ہین دونون جہان
وہی ہی یہان اور وہی ہی وہان

اوسی کا عیان ہر طرف نور ہی
مگر لا کہہ پردون مین مستور ہی

سوا سب سی ہی یہ حجاب دوئی
جہان اوٹھ گیا یہ حضوری ہوئی

نہ جای کسی وقت اوسکا خیال
اگر دل مین ہی اشتیاق وصال

دلا منزل دوست کیا دور ہے
کہ جوینده یابنده مشہور ہے

پرستش کی قابل نہیں ہی کوئی | وہی ہی وہی ہی وہی ہی وہ ہے

بیان فصل بہار و فضای صحن گلزار زمزمہ سنجی مرغان خوشنوا و حمد و ثنای خالق یکتا

پلا ساقیا ساغر مشکبار | نظر آئے حسن عروس بہار

شگفتہ ہوای خاطر خستہ آج | بنا دی مضامین کا گلدستہ آج

نگاہون مین پہر جای رنگ چمن | کہلین لالہ و نرگس و نسترن

ورق آج گلچین کا دامن بنے | بہار طبیعت سے گلشن بنے

مضامین رقم ہون عجب رنگ سے | معانی بیان ہون نئی ڈہنگ سے

حسینان گلشن دکہائین ادا | شمیم چمن لائے باد صبا

مہیا ہو بزم عروس چمن | ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن

بڑہی اوج طبع خداداد کا | گہٹے حوصلہ سرو و شمشاد کا

نواسنجیان بلبلین بہول جائین | سنین یہ مضامین تو گل بہول جائین

الٰہی ہوا اس بیخودی کا برا | بہک کر کہان سے کہان آگیا

نہین آدمی کو تعلّی روا | ذرا دیکھو گلشن مین صنع خدا

گل و غنچہ و سرو و ابر بہار | جہان مین اوسیکے ہین نقش و نگار

تماشی ہین گلشن مین [illegible] | جدہر دیکھو ہے اک شگوفہ نیا

جہان مین وزان کی نسیم بہار | چمن مین شگفتہ ہوی گل ہزار

دیا حسن گل کو خلش خار کو | عطا کی تڑپ بلبل زار کو

اگر آنکھہ نرگس کو حیران ملی | تو سنبل کو زلف پریشان ملی

کیا بلبلون کو چہکنا عطا | گل و یاسمن کو مہکنا عطا

جو سبزی کو اوسنے دیا خواب ناز | تو سوسن کو بخشی زبان دراز

ملی راستی سرو آزاد کو | دیا قد محبوب شمشاد کو

اگر بوی گل کو لطافت سے ملے — تو شاخ سمن کو نزاکت ملی

محافظ کیے برگ ادہر اودہر — کہ لچکی نہین شاخ گل کی کمر

جو آب روان کو روانی ملے — تو سبزے کو پوشاک دہانی ملی

اگرچہ دیے دل پہ لالے کی داغ — مگر خار کے غم سے بخشا فراغ

جو غنچون کو شوق تبسم دیا — تو بلبل کو صرف ترنم کیا

ملی چال کبک دری کو اگر — تو نغمون مین طوطی کے بخشا اثر

نہین ہی سبب یہ بہار و خزان — اوسیکی ہین در پردہ نیرنگیان

جوانان گلشن برومست ہین — حسینان گلزار خرسند ہین

لچکتی ہی شاخ گل تر کہین — اکڑتی ہین سرو و صنوبر کہین

زمین پر گل و لالہ و ارغوان — فلک پر شفق پہولنے کا سمان

کہین ہی گلستان مین ابر بہار — کہین ہی روان چادر آبشار

نسیم سحر کی وہ اٹھکھیلیان　　وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیان

کہین رقص طاؤس مستانہ ہی　　کہین عشق بلبل کا افسانہ ہی

کہین لطف موج نسیم بہار　　کہین ہی عروس چمن کا سنگار

کہین شاہد گل کی جلوہ گری　　کہین عندلیبون کی نوحہ گری

کہین نغمۂ طوطی خوش گلو　　صنوبر پہ قمری کی حق سرّہ

کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم　　کہین جوہی کی بھینی بھینی شمیم

کہین یاسمن کی عروسانہ بو　　کسی سمت چنپئی سے مستانہ بو

وہ شاہانہ خوشبو بدنبان کی　　وہ مہکی ہوئی جابجا کامنی

کہین مالتی ہے کہین سیوتی　　کہین کیوڑا ہی کہین کیتکی

کہین موگرا ہے کہین موتیا　　لب نہر شبو کی شب کو فضا

کہین زینت باغ سورج مکھی　　کہین زیب گلشن گل چاندنی

کہین شوخی رنگ تاج خروس / سراپا ہے رشک لباس عروس

کہین تختہ صد برگ کا خوشنما / کہین ہے گل اشرفی کے فضا

کسی سمت لالہ ہی ساغر بکف / نہالان نوخیز ہین صف بصف

گلون کا وہ جوبن دکہانا کہین / درختون کا وہ لہلہانا کہین

معطر ہے سنبل کی چوٹی کہین / بہار چمن چہوٹی چہوٹی کہین

وہ لپٹا ہوا عشق پیچان کہین / وہ پہیلی ہوئی بوئی ریحان کہین

مہکتا ہی گلشن مین بیلا کہین / حصار گلستان ہی کیلا کہین

چمن مین حنا کی کہین ٹٹیان / شگفتہ کہین تختۂ زعفران

درختان سایہ فگن میوہ دار / سراسر تکلف سراپا بہار

کہین ہین گلستان مین نہرین روان / کسی جا ہین فوّاری گوہر فشان

کسی سمت عالم ہی گلنار کا / جدا اس سے جوبن ہی اشجار کا

کسی سمت گلشن مین آمونکا مور | دکھاتا ہی ھر بار عالم کچھہ اور
وہ انگور جلوہ نما تاک پر | ستارے ہون جسطرح افلاک پر
کہین سیب خوشرنگ خوش ذائقا | کہ سیب زنخدان ہو جسپر فدا
کہین ہے شریفہ کہین ہے انار | کہین زینت باغ ہے کوکنار
کہین جلوہ گر ہین درختومنین آم | تماشائی ہین جنکے سب خاص و عام
کہین ناشپاتی ہی جامن کہین | دکھاتی ہی رنگ اپنا آمن کہین
اگر کوہ و صحرا کی دیکھو بہار | شگفتہ ہین گلہای خودرو ہزار
جدا اسکی خوشبو جدا سبکے رنگ | جدا سبکی خلقت جدا سبکی ڈھنگ

قطعہ

بہت دیکھی گلشن بہت لالہ زار | نظر آے لاکھون گل نوبہار
نہ وہ خودنمائی نہ وہ رنگ و بو | او سیکی مگر سبکو ہی جستجو

ہر اک رنگ سے بلبلِ بوستان
اوسکی بیان کرتی ہی داستان

مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش
نہین ذکر سے کوئی اوسکے خموش

طلب کر اوسی سے گلِ آرزو
اوسی کی ہی پہیلی مہک چارسو

اوسی سے ہی تازہ نہالِ مراد
اوسی کا تجسس اوسیکی ہی یاد

وہی اس گلستانکا ہی باغبان
گل و غنچہ سے اوسکی صنعت عیان

یہ گلشن جو اس زیب و زینت کا ہے
لگایا ہوا دست قدرت کا ہے

ہمیشہ رہی چشم و دل سوی حق
ہر اک گل سی آتی ہی خوشبوی حق

بشر کو مناسب ہی سب سے سوا
رہی رات دن محوِ یادِ خدا

بنایا اسے اشرف کائنات
عنایت کیے حق نی اپنے صفات

نہ بہولو کبہی اوسکا فضل و کرم
ہمیشہ رہی فرق تسلیم خم

رکہو اوسکے آگے جبینِ نیاز
وہ معبود برحق ہے بندہ نواز

کہاں ہیں کہاں حمد پروردگار | کہاں نکہتِ گل کہاں نوک خار

بیان موسم برسات سرسبزی و شادابی نباتات حال نازنینان

سراپا صفات و حمد و ثنای خالق کائنات

کدہر ہے تو اے ساقی عشوہ گر | تجہی کچہہ بہی برسات کی ہی خبر
اوٹہی ہی پہاڑون سی کالی گہٹا | چہلکتا ہوا آج ساغر پلا
یہ موسم یہ سامان یہ ٹہنڈی ہوا | گہٹا آئی ہی دل بڑہا ہے مرا
فضا بادہ خوارون کو دکہلا دی آج | میِ طاہر و صاف برسا دے آج
یہ موسم ہی مہمان برسات کا | مہیا ہو سامان برسات کا
دکہا ساقیا پیاری پیاری ادا | سبو کی طرف دست نازک بڑہا
رہی نام تیرا سخاوت تری | دکہا مے پرستون کو دریا دلی
یہی ہے تمنا یہی آرزو | کہ لوٹے تمہین جلد مہر سبو

دکھا عارض دخت رز کی بہار | دل مضطرب سے ہے بہت بیقرار

رخ مہر پر ہے گھٹا کا حجاب | دکھا جام مین جلوۂ آفتاب

دکھاتی ہے برسات عالم کچھ اور | چلی دور پر بادہ خوارون مین دور

صدا رعد کی ابر مین ہو ادھر | اوٹھے بزم مین شور قلقل ادہر

ادہر برق تابان کو ہو اضطراب | ادہر سیر دکھلا ہی موج شراب

ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے | سبو مین نہ اک بوند باقی رہے

پلا اسقدر بادۂ تند و تیز | کہ میکش کرین نشی مین جست و خیز

وہ می کیا ہی جس می مین مستی نہو | وہ تلوار کیا ہے جو کستی نہو

مگر مستی معرفت ہو ضرور | رہے جسکا روز ابد تک سرور

یہ میخوار ہے بادہ خوار الست | ازل سی ہی دل جام وحدت سی مست

ہر اک سمت چلتی ہی ٹھنڈی ہوا | ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا

وہ سبزی کی صحرا مین شادابیان	وہ برق درخشان کی بیتابیان
وہ بادل کا آنا گرجتا ہوا	وہ نقارۂ رعد بجتا ہوا
وہ ساون کے گھنگھور کالی گھٹا	تڑپ برق کے رعد کی وہ صدا
تلی ہین برسنے پہ بادل کہین	بھرے آب رحمت سی جل تھل کہین
وہ گلشن مین سبزی پہ پڑنا پھوار	وہ بادل مین قوس قزح کی بہار
وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا	وہ بارش مین پروائیونکی فضا
وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر	وہ بیتابی برق کہسار پر
وہ سبزے کے صحرا مین کھسون لہک	وہ پھولونکی باد صبا مین مہک
وہ تھم تھم کے بجلی ونکنا کہین	وہ تارون کا کم کم چمکنا کہین
ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی	قمر کا وہ چھپنا نکلنا کبھی
دکھاتی ہی برق اپنا عالم کہین	برستے ہین بادل جھما جھم کہین

وہ جگنو چمکنا شبِ تار مین | وہ دادر کی آواز گلزار مین

کہین ابرِ باران مین مورونکا شور | کہین کالی کالی گھٹاؤن کا زور

کسی سمت آمون مین کویل کی کوک | اوٹھی جس سے بیساختہ دلمین ہوک

کہین نغمۂ بلبل بوستان | پپیہی کی وہ دلکش صدا پی کہان

وہان دہار بادل مین بگلونکی سیر | چراگاہ مین کثرت وحش و طیر

وہ طغیانیِ آب دریا کہین | وہ شادابیِ کوہ و صحرا کہین

وہ دریا مین سرخاب و مرغابیان | ہوا سی وہ موجون کی بیتابیان

تلاطم سے گرداب پڑنا کہین | حبابون کا بننا بگڑنا کہین

وہ جہیلون مین لطفِ گلِ نیلوفر | وہ کہلنا کنول سطحِ آب پر

چمن مین خرامان کہین گلعذار | حسینون کے وہ جہولنی کی بہار

کہین دلرباؤن کی ناز و ادا | شفق مین کہین جہرنونکی فضا

کسی کی وہ دست حنائی غضب
کسیکی وہ نازک کلائی غضب

کسی آفت جان کی جُٹّی بہوین
کسی شوخ چنچل کی تا کمر کاکلین

کسی سرو قد کی کمر مین لچک
کسی زلف کی بہینی بہینی مہک

سراپا کوئی صورت ناز ہے
کسی کا جدا سب سے انداز ہے

کسی کی نشیلی وہ چتون غضب
جوانی کا اوٹہتا وہ جوبن غضب

خراماں کوئی مثل کبک دری
کسی مین سراپا ہی عشوہ گری

دکہاتی ہے کوئی رخ تابناک
کہڑے اینڈتے ہی کوئی زیر تاک

کوئی سیر گل دیکہتی ہی کہڑے
بتاتی ہے پہولونکی کوئی چہڑے

کوئی گل بداماں کوئی گل بسر
لپیٹے کوئی ہار موباف پر

کوئی محو نظارۂ آبشار
کوئی برق کو دیکہکر بیقرار

کوئی خوش گلو گا رہی ہی ملار
بجاتی ہی گلشن مین کوئی ستار

کوئی دیس گاتی ہی کوئی بہاگ — کوئی کاملِ فن سناتی ہی راگ

کسی سمت ہی ناچ کی دہوم دہام — کہین مہ جبینون کا ہی ازدحام

دمِ رقص چہل بل دکہانا کبہی — بتانا کبہی مسکرانا کبہی

وہ گانا حسینون کا ٹپا خیال — وہ دو دو وقدم دلربائیکی چال

وہ گہونگہٹ مین رخسار زیبا کی شان — سر دوش زلف چلیپا کی شان

وہ عشوہ وہ انداز وہ بانکپن — تبسم سے وہ کنج لب پر شکن

کسی کا کبہی دیکہنا ناز سے — کبہی مسکرانا اک انداز سے

کسی کی وہ زلفِ رسا خم بخم — کسی کی وہ رفتار وہ دو وقدم

اوٹہاکر وہ پشواز چلنا کبہی — ٹہرنا اکڑنا سنبہلنا کبہی

حسینون کے جمگہٹ کے جمگہٹ کہین — ہزارون خرامان ہین زہرہ جبین

کہین چشم مخمور جادو بہری — کہین مہ جبینونکی جلوہ گری

بڑھاتی ہی جھوسے لیمین پینگین کوئی / کوئی چپکی بیٹھی ہے سہمی ہوئی

الگ سب سی دو چار زہرہ جبین / ٹپکاتی ہین پکوان بیٹھی کہین

نباتات انواع و اقسام کے / گلستان و صحرا مین پیدا ہوے

طرب خیز موسم ہی برسات کا / دکھاتا ہی عالم طلسمات کا

جہان مین ہر اک شے کو دیکھا بغور / سوا اوسکے صانع نہین کوئی اور

وہی ہے خداوند ہفت آسمان / اوسی سے منور ہین دونون جہان

اوسیکی طلب مین روان آب ہے / اوسیکے لیے برق بیتاب ہے

اوسی سے وزان ہی نسیم صبا / اوسی سے روان چادر آبشار

اوسی سے ہی نیرنگیے دو جہان / اوسی سی ہی قوس قزح کا سمان

زمین آب رحمت سے سیراب ہے / جہان فیض قدرت سی شاداب ہے

حیات دو روزہ ہے مثل حباب / سراسر یہ جہان ہی سراب

کرو فکر سامان ملک عدم | دو روزہ ہی دنیا کا جاہ و حشم

تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک | ملی خاک مین جب تلک مشت خاک

جہان مین عبث اتنا غافل ہے تو | نہ بہولا وسکو دم بہر جو عاقل ہی تو

نہ باقی رہے دلمین حرف دوئی | جہانتک ہو ممکن کرو یکسوئی

اوسیکا تصور رہے روز و شب | اوسیکا تجسس اوسیکی طلب

خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا | خوشا چشم جو چشم ہو حق نما

عبث جرم کی فکر پاداش ہے | خطا پوش ہی وہ عطا پاش ہے

حکایت معراج خیر الورا و رسیدن مقام سدرۃ المنتہی دیدن اشتران بی انتہا و تماشای قدرت خدا بعد حمد جناب کبریا

پلا ساقیا ساغر بیخودی | کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی

ترقی ذہن رسا آج ہو | بڑہے یہ طبیعت کہ معراج ہو

دکھا اسقدر اوج فکر رسا ۔ کہ آئی نظر سدرۃ المنتہیٰ

ہمیشہ رہی فضل رب جلیل ۔ بتائین مضامین مجھے جبرئیل

نقاب رخ دختر رز اوٹھا ۔ بس اب کھول دی قفل صندوق کا

نہین احتیاج کباب سمک ۔ بطِ مے کے بیضے ہون جامِ گزک

چلی اسقدر دور پر آج دور ۔ نظر آئے مستی مین عالم اک اور

مے معرفت کی یہ تاثیر ہو ۔ کہ نشّے مین بھی لب پہ تکبیر ہو

نہین سجدۂ حق سے بہتر عمل ۔ جو لغزش بھی ہو تو کرون سر کے بل

ذرا ہوش مین آؤ بیخود نہو ۔ بس اب قصۂ قدرت حق لکھو

جو معراج کی شب رسول خدا ۔ ہوی وارد سدرۃ المنتہیٰ

نظر آئی وان قدرت کردگار ۔ چلی جاتی تھی اشترنکی قطار

نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا ۔ ہوی محو حیرت رسول خدا

مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار
کوئی ساربان تھا نہ کوئی سوار

تھی صندوق دو دو ہر اک اونٹ پر
مگر سب مقفل تھے وہ سربسر

کلیدین بھی قفلونکی ہمراہ تھین
مگر ساتھ کوئی محافظ نہین

پیمبر نے روح الامین سے کہا
بتاؤ اخی ہے یہ کیا ماجرا

کہان سے چلے آتے ہی یہ قطار
کہان جاتے ہین اشتر بیشمار

یہ صندوق کیسی ہین کیا انمین ہے
خدا جانے کیا مدعا انمین ہے

یہ بولے بہت سوچکر جبرئیل
زہے شان پروردگار جلیل

مجھے جب سی خالق نی پیدا کیا
ہمیشہ یون ہین انکو دیکھا کیا

نہین انکی کچھ ابتدا انتہا
نہین کوئی واقف سوای خدا

یہ کی مین نے خالق سی عرض ایکبار
کہان جاتی ہے اشترونکی قطار

مجھی اسمین حیرت ہی شام و سحر
ہوا حکم چندے ابھی صبر کر

حبیب خدا جب یہان آئیگا	تو یہ رازِ سربستہ کہل جائیگا

یہ رازِ نہان اب بتائین حضور	تماشای قدرت دکہائین حضور

یہ سنکر رسولِ خدا نے کہا	ذرا کہولو قفل ایک صندوق کا

حبیب الٰہی کے ارشاد سے	جو کہولا وہ صندوق جبریل نے

کہلا رازِ قدرت جو مستور تہا	وہ صندوق بیضوں سے معمور تہا

ہر اک بیضے پر قفل تہا اور کلید	ہوئی اور حیرت پہ حیرت مزید

کہا اسکو بہی کہول کر دیکہیے	حقیقت ہے کیا اک نظر دیکہیے

وہ قفلِ سرِ بیضہ جب وا ہوا	تماشای قدرت ہویدا ہوا

نظر آیا اک اور عالم وہان	اسی طرح دیکہی زمین آسمان

فلک پر اسیطرح تہے کہکشان	اسیطرح قوس قزح کا سمان

ستارے یونہین زیب افلاک تہے	اسیطرح گل زینت خاک تہے

یونہین رات بہر چاندنیکی فضا
یونہین مہر تابان کی دن کو ضیا

اسیطرح فصل بہار و خزان
اسیطرح گردش مین تہا آسمان

روان تہی کہین چادر آبشار
وزان تہی چمن مین نسیم بہار

کہین سبزۂ صحرا مین کوسون تلک
کہین پہولون کی بہینی بہینی مہک

یونہین مور کرتے تہے بانیکی دہوم
گہٹا[illegible]نہین آتی تہین جہوم جہوم

سمندر مین دیکہی جہازون کی سیر
کہین دیکہے انسان کہین وحش و طیر

یہی کوہ و صحرا یہی بحر و بر
یہی قصر و ایوان یہی بام و در

اسیطرح آباد سے روزگار
یونہین جابجا دیکہے شہر و دیار

ہر اک شہر مین خلق کی دہوم دہام
زن و مرد کا ہر طرف ازدحام

کہین بزم شادی کہین بزم غم
کسیکو مسرت کسیکو الم

کہین دور مین ساغر مشکبو
کہین دیکہے لبریز جام و سبو

یونہین ہر جگہہ محفل انبساط
اسیطرح برپا تھی بزم نشاط

کہین دیکھے میلے پراتین کہین
سنین عشقبازی کی باتین کہین

کہین مدرسون مین مسائل کی دہوم
مریضون کا دار الشفا مین ہجوم

کہین مسجدین خانقاہین کہین
کہین سجدی مین عابدونکی جبین

کہین بزم عیش و نشاط و سرور
کہین جوش ماتم سے شور نشور

غرض دیکھتے سیر پست و بلند
ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند

گئے اک جگہہ جو رسالت مآب
نظر آیا وان مجمع شیخ و شاب

جو دیکھا تو وہ بزم میلاد ہے
ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہے

زبان پر ہے سبکی یہی تذکرا
کہ ہے آج معراج خیر الورا

ہوی سنکے حیران رسول خدا
کہا اوسکی قدرت ہی بی انتہا

یہ کہکر کیا سجدہ حق مین سر
کیا شکر خلاق جن و بشر

چلی واں سے ہمراہ روح الامین | گئے تھے جہاں سے پھر آئے وہین

نہو شمۂ قدرت حق بیان | لکھوں عمر بھر گر یہی داستان

بہت ایسے عالم بہت روزگار | ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

اوسی کے رہے عمر بھر جستجو | اوسیکا تجسس کرو کو بکو

اطاعت کرو تو اوسیکی کرو | عبادت کرو تو اوسیکی کرو

وہ راضی اگر ہو تو راضی جہان | وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہان

چلو اوسکی راہ طلب مین چلو | ہمہ تن اوسیکی طرف ہو رہو

ہمیشہ زمانے مین رہنا نہین | کفن مرگ کا کسنے پہنا نہین

غنیمت ہی یہ چند روزہ حیات | جہان مین کسی ہی قیام وثبات

جو کچھہ ہو سکے راہ خالق مین دو | بھلا کچھہ تو زاد سفر لیچلو

فقط زندگی تک ہین سب آشنا | پس مرگ ہوگا خدا ہے خدا

جیو تو تصور میں اوسکے جیو
مرو تو تصور میں اوسکے مرو

نہ مڑکر کبہی دیکہو کسیکی طرف
اوڑی خاک بہی تو اوسیکی طرف

استدراک حضرت موسی از خلقت ارض و سما بجناب کبریا
وحسب الحکم برسر چاہ رسیدن و سنگریزہ دران انداختن و از

تماشای قدرت آگاہ شدن

پلا ساقیا آج صہباے نور
دکہا چشم و دل کو تجلے طور

اوٹہا دے نقاب رخِ تابناک
زمانہ ہی مشتاق دیدار پاک

دکہا سیر وادیِ ایمن مجہے
نظر آئین جنت کی گلشن مجہے

پہنچ طور سینا پہ طبع سلیم
کہ دیکہون تجلے رب کریم

وہی شوق نقشہ جمانے لگے
صدا لن ترانی کی آنے لگے

وہی ہو تمنا وہی التجا
وہی کوہ سینا وہی ہو ضیا

یہ لذت بڑھے جلوۂ یار سے / کہ آنکھین نہون سیر دیدار سے

اوسی طرح پہر طور سے جلنے لگے / اوسیطرح آنکھون کا سرمہ بنے

تڑپ کر گرے دل پہ وہ صاعقہ / کہ جسکا رہے عمر بہر ذائقہ

بڑہی نشۂ معرفت اسقدر / نہو دل کو دونون جہان کی خبر

وہ مستی ہو جسمین رہون ہوشیار / نہ بہولون کبہی یاد پروردگار

مگر کس زبان سے ہو حمد خدا / صفات حمیدہ ہین بی انتہا

ہمیشہ سے ہی اوسکی خلقت یونہین / عیان ہی تماشای قدرت یونہین

خدا جانے یہ کہکشان کب سے ہے / زمین کب سے ہے آسمان کب سے ہے

یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوے / یہ شام و سحر کب ہویدا ہوے

ہوی کب سے کون و مکان کی نمود / ہوا کب سے ارض و سما کا وجود

کسیکو نہین علم اسکے سوا / وہ خالق ہی سب بے شبہ ہر چیز کا

ادب سے بدرگاہ پروردگار
گزارش یہ موسیٰ نبی کی ایکبار

ہوی خلق کب آسمان و زمین
ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین

ہوئی کب طلسم جہان کی بنا
ہون مشتاق مین اوسکے ادراک کا

ہوا حکم چندی کرو قطع راہ
ملیگا فلان دشت مین ایک چاہ

اوٹھانا کوی سنگریزہ وہان
اوسی ڈالنا چاہ کے درمیان

مفصل تمھین وان ملیگا جواب
عیان ہوگی قدرت اوٹھیگا حجاب

غرض وان سے موسیٰ علیہ السلام
چلے اوس طرف کو بشوق تمام

ملی راہ مین کوہ و صحرا کہین
نظر آے پرشور دریا کہین

پہاڑون مین دیکھی کہین ایسی غار
نہو جن مین تمیز لیل و نہار

کہین جہاڑیان دیکھین جنگل کہین
نظر آتے پرخوف بادل کہین

کہین کالی پیلی اوٹھین آندھیان
کہ جنسی ہو تاریک سارا جہان

ملی وحشت افزا بیابان کہین — نظر آے خار مغیلان کہین

کہین بن مین بن بانسون کا ہجوم — کسی جا ترائی مین شیرونکی دہوم

کسی جا ملی موج ریگ روان — کہین اژدہی دیکھی آتش فشان

کہین سایہ معدوم کوسون تلک — کہین دیکھے انبار خار و خسک

نہ آئی نظر دور تک شکل آب — جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب

نظر آئے غول بیابان کہین — نہ دیکھے مگر شکل انسان کہین

بہت جا بجا دیکھے پست و بلند — بہت منزلون مین اوٹھائی گزند

مصائب اوٹھا کر ہوئی قطع راہ — وہان آئی جس دشت مین تہا وہ چاہ

نظر آیا اک سنگریزہ وہان — وہ پہینکا ہوا اوس چاہ کی درمیان

ندا چاہ سے آئی حیرت فزا — کدہر آئی ہو کون مطلب ہے کیا

بتایا کہ موسے مرا نام ہے — کہا کون موسی ہو کیا کام ہے

کہا ہون فرستادہ کبریا — پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا

ندا آئی یہ چاہ سے ناگہان — اسیطرح اک شخص آتا ہی یان

یونہین حق کا مرسل اسی نام کا — بتاتا ہی آدم تلک سلسلا

یونہین ڈال کر سنگریزہ یہان — مفصل بتاتا ہے نام و نشان

یہان تک کہ آدھا کنوان بھر چکا — نہین سنگریزونکی کچھ انتہا

ہو تم کون سے موسئ ذی کتاب — کس آدم کے اولاد مین ہو جناب

بہت انکو اسکی عبرت ہوئی — تماشا ہی قدرت سی حیرت ہوئی

خداوند عالم کو سجدہ کیا — رہے دیر تک محو حمد و ثنا

کہا قدرت حق ہے لا انتہا — نہین اسکی کچھ ابتدا انتہا

سراسر معطل ہے عقل بشر — بشر کیا نہین عقل کل کو خبر

رہی محو حیرت جہان انبیا — تو ہم کیا ہماری حقیقت ہی کیا

وہی سمجھی جو اوسنے سمجھا دیا | وہی دیکھتے ہین جو دکھلا دیا

مگر اسقدر جاننا ہے ضرور | اوسی کا ہی دونون جہانمین ظہور

جدہر دیکھو مرضی رب العلا | اودھر رخ کرو مثل قبلہ نما

ادا ہو نہ شکر خدای جہان | سراپا اگر موی تن ہون زبان

یہ کیا لطف کم ہے کہ انسان کیا | پہر اوسپر ہوا نور ایمان عطا

یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی | کیا خلق امت مین محبوب کی

کیا مرحمت دل کو علم و یقین | کوی اوسکی توحید مین شک نہین

جہان مین عطا سرفرازی ہوئی | سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی

ہوئی بزم عالم مین عزت عطا | بکثرت ہوا مال و دولت عطا

مہیا زمانی کے نعمت ملی | بڑی بات یہ ہی کہ صحت ملے

ہمیشہ رہا اوسکا فضل و کرم | بڑہا روز بنہی کا جاہ و حشم

عطا کین امیرانہ خو تین بہت
بر آئین مری آرزوئین بہت

رکھا ہر مصیبت مین ثابت قدم
نہ آیا کبھی پاس رنج و الم

کرین شکر کس کس عنایت کا ہم
ازل سی ابد تک گنین تو ہی کم

غنیمت ہی یہ عمر ناپایدار
کہ روز و شب یاد پروردگار

رہا ہے نہ باسے رہیگا کوئی
رہا ہے ہمیشہ رہیگا وہے

حکایت عرض نمودن قطرس بجناب کبریا برای دورہ و طواف عرش علا حسب الحکم معبود رفتن قطرس براہ مقصود بمنزل مدعا نرسیدن و معترف عجز و قصور گردیدن

پلا ساقیا جام کوثر پلا
کہ لکھنے ہین اوصاف عرش خدا

مضامین لکھون نشئے مین جھوم کر
کرون نظم شیشے کا منہ چوم کر

پلا آج اتنی بہکنے لگون
عنایت سے تیری چہکنے لگون

بجای گزک سیب جنت منگا — اوٹھا جام شیشے کی گردن جھکا

گھٹی بیتاری بڑہی انبساط — نظر آتی حورون کی بزم نشاط

وہ مضمون عالی ہون طبع رسا — ملائک کہین سنکے صل علا

بلندی پرواز دکھلا دے آج — خبر کرسی و عرش کی لا دی آج

یہ رفعت دکھا آج پیک خیال — کہ آسمان نظر آسے کار محال

بہک کر چلا بیخودی مین کہان — بس ای بوالہوس آگی ہی لامکان

مناسب نہین اتنی بالا دوے — کرو اہل تہذیب کی پیروی

مقام ادب ہے یہ بس کر ریا — ہوس ہی تو عرش برین کم ہی کیا

لکھی مدح کیا اوسکی طبع سلیم — خدا جسکو فرمای عرش عظیم

کرون اوسکی وسعت کا کیونکر بیان — مقابل نہین جسکے کون و مکان

وہ گنبد کی رفعت وہ برجونکی شان — جہان عقل کل کا نہ پہنچے گمان

ستون لعل و الماس کے بیحساب
ہر اک کنگرہ غیرت آفتاب

جدہر دیکھو ساماں اودہر نور کے
کلس نور کے بام و در نور کے

حجاب اوسمین قدرت کے بے انتہا
سراسر عیان صنعت کبریا

وہ تابندہ قدرت کے نقش و نگار
کہ ہون لعل و یاقوت اونپر نثار

نہ وان دہوپ ہے اور نہ وان چاندنی
تجلی ہے چارون طرف نور کی

نہ شام و سحر ہین نہ شمس و قمر
مشابہ ہے کچہہ کچہہ جنان کی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین روان
گل و غنچہ رشک ریاض جنان

کہین طائران خوش الحان کی ہجوم
وہ مرغان نغمہ سرا کا ہجوم

نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر
ہر اک کی زبان پر اوسیکا ہی ذکر

یہی اوسکی تعریف محدود ہے
تجلی گہہ خاص معبود ہے

لکہا ہی کہ پایے ہین ستر ہزار
محافظ ہر اک کے ملائک ہین چار

جداگانہ ہین اون ملائک کے نام / ہی اک ونمین فطرس بہی مشہور عام

خدائی عطا کی ہی طاقت بہت / ہی پرواز کی اوسکو کثرت بہت

وہ اوڑنی مین ہی سب سی چالاک تر / بہت مستعد ہی بہت تیز پر

ہر اک پل مین کرتا ہی وہ تیز گام / ہزارون برس کی مسافت تمام

بہت ناز ہے اوسکو پرواز پر / روش اوسکی ہی ایک انداز پر

ادب سے ہوا ملتمس ایکبار / کہ ہی آرزو میری پروردگار

تری عرش اعظم کا دورا کرون / تری صنعتون کا تماشا کرون

مین دیکھون تو ہے کسقدر اسکا دور / کرون سیر عرش معلی بغور

ہوا حکم خلّاق ارض و سما / کہ ممکن نہین سیر عرش علا

تری بال و پر مین یہ قوت کہان / تجھی اتنی اوڑنیکی قدرت کہان

بصد التجا اوسنی پہر عرض کی / ہوا حکم رب خیر تیری خوشی

چلا سنکی فرمان معبود کو ۔۔۔ روانہ ہوا راہ مقصود کو

اوڑا چھہ مہینے علی الاتصال ۔۔۔ نہ آگے بڑہا اوس سے پیک خیال

یہ کی عرض خالق سے ای بی نیاز ۔۔۔ ہوئی کس قدر طی یہ راہ دراز

قطعہ

ہوا حکم پروردگار غفور ۔۔۔ ہی اک پائی سی دوسرا جتنی دور

وہاں تک پہنچنا تو معلوم ہی ۔۔۔ ہوئی ہی چہارم ابہی راہ طی

وہ پھر چھہ مہینے اوڑا متصل ۔۔۔ ہوا فرط پرواز سے مضمحل

خداوند عالم سے پھر عرض کی ۔۔۔ یہ منزل کٹی کس قدر طی ہوئی

ہوا پھر یہ فرمان رب العلا ۔۔۔ کہ اب مرحلہ نصف طی ہوگیا

یہ سنکر ہوا ہوگئی اوسکی ہوش ۔۔۔ نہ مطلق رہا پھر وہ جوش خروش

بہت منفعل ہو کی پھر عرض کی ۔۔۔ بڑی یہ خطا مجہسی سرزد ہوئی

نہایت ہی اب میری حالت سقیم — تو ہی ہی بندہ پرور غفور الرحیم

نہ اب دو قدم آگے جانیکی تاب — نہ اپنی جگہہ پھرکے آنیکی تاب

نہین کوئی چارہ سوائی گریز — نہ جائی اقامت نہ پائی گریز

ہوا حکم خلّاق جن و بشر — پریشان نہو آنکھہ کو بند کر

غرض آنکھہ فطرس نی جب بند کی — مسافت وہ اک دم مین طی ہو گئی

جہان سی اوڑا تھا وہین آگیا — کیا سجدہ شکر خالق ادا

مکان جسکا ایسا ہو عرش برین — خدا جانی کیسا وہ ہوگا مکین

وہ چاہی تو ایسی بنائی ہزار — نشان اوسکی قدرت کی ہین بیشمار

کوئی اوسکا عالم مین ہمتا نہین — کسی کو بھی یکتائی زیبا نہین

وہی ہر مصیبت مین سبکا شریک — مگر آپ ہی وحدہ لا شریک

نہ بھولو کبھی دل سی خالق کی یاد — رہی اوسکی توحید کا اعتقاد

ہوی اس لیئے خلق جن وبشر
عبادت کرین اوسکی شام وسحر

سوا معصیت کے جو چاہو کرو
مگر سلسلہ اوس سی باقی رکھو

کہ روز زندگانی مین یاد خدا
پس مرگ پہر تمنے جانا تو کیا

دو روزہ ہی یانکی خزان بہار
کسیکو نہین ہی ثبات وقرار

ہر اک شئی یہان کی ہی ناپایدار
فنا سبکو ہونا ہی انجام کار

نہ آفاق مین دل لگائی بشر
کسیکی ہوئی ہی سرا مین بسر

قطعہ

محل تعجب ہی حیرت کی بات
ہو قبضی مین جسکی حیات وممات

بشر اوس سی غافل ہی روز وشب
غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب

حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت عزرائیل دربارہ قبض روح خلق خدا ورحم آمدنش برکسی شاہ وگدا عرض نمودن

ترحم خود براحوال طفل تخته نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شداد لعین و بار حکم خدا گردیدن آن طفل را که بر تخته دیده

ورحم نمودی ہمین شداد ناشاد بود

تجھی ساقیا دخت رز کی قسم
دکھادی تماشای باغ ارم

مین معرفت کا طلبگار ہون
بلا مجھکو جتنی سزاوار ہون

مگر پاس اسکا بھی ساقی رہے
تمیز بد و نیک باقی رہے

زمانہ ہوا مجھکو چھوڑی ہوے
خم و شیشہ و جام توڑی ہوے

وگرنہ مجھی خم کی خم ہی سے تھے کم
سبو کے سبو پیکے لیتا تھا دم

مری جان وہ صہبای گلگون دے
کہ جو نشہ شوق مین رنگ دے

خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے
رہے تو فقط الفت حق رہے

مری صاف و طاہر کا دریا بہا
تلاطم اوٹھا جوش طوفان دکھا

بطِ مَی ہر اک سمت بہتی پھرے
صراحی کے ہون ہر طرف قہقہے

بنا ہی تصور ارم کی مثال
مگر ہو نہ شداد کا سا خیال

مین نازک طبیعت ہون عالی دماغ
دکہا بڑہ کے باغِ ارم سی بہی باغ

وہ گلشن کہ جسمین ہو سیرِ جنان
وہ گلشن زمین جسکی ہو آسمان

لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
ہر اک سمت ہو بہینی بہینی شمیم

وہان تہی اگر گوہر آبدار
تجلی قدرت ہو یان آشکار

بنائے تہی اوسنی ستونِ بلور
سراپا نظر آئے یان قصر نور

وہان سے تہے جو فوارہ و آبشار
یہان قطرے قطرے پہ موتی نثار

زر و سیم کے کنگرے تہے وہان
سرِ بام شمس و قمر ہون یہان

وہان تہی اگر نکہت بوستان
یہان ہر طرف ہو شمیم جنان

وہان تہین اگر دخترانِ حسین
یہان آئین حورانِ خلد برین

بہت طول دینی سے کیا فائدا ‫ اوٹھاؤ قلم اب لکھو مدعا

جناب خداوند آفاق سے ‫ کہا ایک دن قابض روح سے

خلائق کی روحین بہت قبض کین ‫ کسی پر تمہین رحم آیا کہین

یہ کی عرض سب کچھہ ہی روشن تجھے ‫ فقط دو جگہہ رحم آیا مجھے

ہوا حکم پروردگار جہان ‫ مفصل کرو سب حقیقت بیان

گذارش کی ای خالق دوسرا ‫ سمندر مین جاتا تھا اک قافلا

قضارا تباہی مین آیا جہاز ‫ نہ شاہ و گدا مین رہا امتیاز

پھنسی سب میان محیط الم ‫ سرون پر گرا ناگہان کوہ غم

اوٹھا ہر طرف شور آہ و فغان ‫ ہوی صاف آثار محشر عیان

کوی نوحہ گر تھا کوی بیقرار ‫ کوی مضطرب تھا کوی اشکبار

تلاطم سے تختی ہوئے سب جدا ‫ مسافر ہوے غرق بحر فنا

اجل سے کسی کو نہ مہلت ملے | مگر اک زنِ حاملہ رہ گئی

اکیلی وہ تختی پہ تھی بجز اس | بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس

وہ تختہ کئی روز بہتا رہا | دل اوسکا غم و رنج سہتا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی | نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی

وہین دردِ زہ اوسکو پیدا ہوا | یہ اک اور صدمے پہ صدما ہوا

نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی | نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی

وہ رہ رہ کی تکلیف اوس درد کی | وہ چارون طرف حسرت و بیکسی

ہوا سے وہ تختی کا ہلنا کبھی | وہ موجون سی موجون کا ملنا کبھی

وہ ہر سمت بادِ مخالف کا زور | مگرمچھہ کے پانی اوگلنے کا شور

تلاطم سے پانی اوچھلنا کہین | وہ گرداب پڑکر اوبلنا کہین

بجز ذاتِ معبود کوئی نہ تھا | جو اوس درد و غم مین اوسے دیکھتا

غرض راز قدرت ہویدا ہوا ۔ اوسی حال مین طفل پیدا ہوا

زہی شان پروردگار کریم ۔ صدف سی نکل آیا در یتیم

تسلی ہوئی طفل کو دیکھکر ۔ رہا دل مین خوف ہلاکت مگر

وہ تختہ گیا تہا ابی تہوڑی دور ۔ نہ ٹھہرا تہا اوسکا دل ناصبور

ہوا جبکو حکم خدای جہان ۔ کر و قبض روح زن خستہ جان

بجا لایا فرمان رب العلا ۔ وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا

وہان رحم آیا تجہی دیکہکر ۔ کہ بی شیر کیونکر جییگا پسر

مگر دل مین پہر سوچکر یہ کہا ۔ مجہی حکم معبود مین دخل کیا

دوبارہ پہرا ای خالق بحر و بر ۔ تاسف ہوا حال شداد پر

گیا تو نی اوسکو یہ رتبہ عطا ۔ کہ تہا قاف سی قاف تک دبدبا

فزون وسبہ او سکی سطوت ہوئی ۔ ہر اقلیم تحت حکومت ہوئی

بڑھا اسفندرا وسکا جاہ و حشم
مسخر ہوا سب جہان یک قلم

گذرتا تھا ہر دم بعیش و نشاط
نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط

مہیا زمانے کا اسباب تھا
ہر اک قصر مین فرش سنجاب تھا

شب و روز تھا عیش و عشرت سی کام
کبھی شور قلقل کبھی دور جام

ملی تھین جہانکی اوسے نعمتین
اوٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتین

یہ کمبخت کے دل مین آیا خیال
کہ خلد برین کی بناؤن مثال

کیے جمع سامان سب انتخاب
زر و سیم و لعل و گہر لاجواب

رہا ایک مدت اسی فکر مین
اسی مشغلے مین اسنے فکر مین

بلائی ہر اک جا سے اہل کمال
جو صنعتگری مین تھی بیمثال

زمین دیکھکر ایک جگہہ پُر فضا
رکھی اوسنے باغ ارم کی بنا

ہر اک فن کے صناع و اہل ہنر
تھی سرگرم تعمیر شام و سحر

لگاتے تھے اینٹین زر و سیم کی　　چنائی وہ سب مشک و عنبر سی تھی

طلائی چھتین تھین مرصع نگار　　ستون اوس مین بلور کے بیشمار

عوض سنگریزونکی دُرِّ خوش آب　　پڑے تھے ہر اک نہر مین بیحساب

زر و سیم کے کنگرے دس ہزار　　چمک جنکی یکسان تھی لیل و نہار

عوض خاک کے زعفران و عبیر　　ہر اک سمت تھی نکہت دلپذیر

وہ کوسون تلک مشک و عنبر کی بو　　گل و یاسمن کی مہک چارسو

درختون پہ نغمہ سرا جانور　　گلستان مین لطفِ نسیم سحر

کہین طائرونکی نوا سنجیان　　کہین عندلیبونکی خوش فعلیان

ہوئین منتخب دختران جہان　　رکھا قصر مین مثل حور جنان

جو غلمان بنانے کا آیا خیال　　کیے جمع طفلان صاحب جمال

بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان　　نہ تھا مثل اوسکا تہ آسمان

ہوا پانسو سال مین اختتام — زر و مال بہی ہو گیا سب تمام

خبر سنکی تیاری باغ کی — بہت اوسکی دل کو مسرت ہوئی

عجب کرّ و فر سے بجاہ و حشم — روانہ ہوا اسوی باغ ارم

در باغ تک بہی وہ پہنچا نہ تہا — کہ آیا مجہے حکم رب العلا

روانہ کرو اسکو سوی عدم — نہ دیکہے تماشا سے باغ ارم

یہ سنتے ہی حکم خدای جہان — بسرعت ہوا اوس طرف مین روان

قدم پشت زین سے اوتارا نہ تہا — کہ پہنچا مین سر پر مثال قضا

نہ دی مہلت سیر ناکام کو — کیا قبض روح بد انجام کو

مشیت مین تیری سے مجہے دخل کیا — مگر اوسکی حسرت پہ رحم آگیا

بنائی مین کی صرف عمر عزیز — جہان مین نہ باقی رکہی کوئی چیز

کیی صرف الماس و لعل و گہر — تماشا نہ دیکہا مگر اک نظر

ہوا حکم خلاق جن و بشر / تجھی رحم آیا تھا جس طفل پر

وہی طفل ناشاد و شیدا تھا / کیا ہمنے عالم کا فرمان روا

سمجھتا تھا تو جس کا جینا محال / دیا ہمنے اوسکو جاہ و جلال

جہان مین کیا مالک تخت و تاج / بہت شاہ دیتی تہی اوسکو خراج

یہانتک عطا کی اوسی برتری / کہ کرنے لگا دعوی ہمسری

سراسر جو کفران نعمت کیا / اوسیکی دو عالم مین پائی سزا

یہ سنکر ہوئی قابض روح دنگ / ہوا خوف سی زرد چہری کا رنگ

یہ کی عرض ای قادر ذوالجلال / تجھی سب ہین آسان کار محال

جسی چاہے دم مین کری سرفراز / غنی ہی تری ذات اور بی نیاز

جسی چاہی نازل ہو اوسپر عذاب / جسی چاہے تو بخش دی بیحساب

تو خالق ہی مالک ہی مختار ہے / تجھی کو خدائی سزاوار ہے

جہان قابض روح کا ہو خیال | وہان کیا ہی عقل بشر کی مجال

کوئی چشم حق بین سی دیکھے اگر | تو آئی تماشای قدرت نظر

وہی ہی زمانے کا حاجت روا | وہی ہی دو عالم کا مشکلکشا

گدا کو وہ چاہی تو سلطان کری | اگر مور ہو تو سلیمان کری

وہ چاہے تو ذرّی سی ہو آفتاب | وہ چاہے تو قطرہ ہو در خوش آب

وہ ادنی کو چاہی تو اعلی کری | جو اعلی کو چاہے تو ادنی کری

ہر اک اوسکی رحمت سی ہی فیضیاب | برابر ہین وان ذرّہ و آفتاب

کری جس کا خالق ستارہ بلند | وہ آفاق مین کیون نہو ارجمند

اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو | جو خلاق اکبر ہو ایسا تو ہو

اوسی سی ہی ارض و سما کی نمود | سمندر ہی اک قطرۂ بحر جود

ہر اک شی سی ظاہر ہی شان خدا | اسی سی ملا ہی نشان خدا

نہو اوسکی وحدت کا کیونکر یقین
کوئی اوسکا ہمتا و ہمسر نہین

کرو یاد مین صرف عمر عزیز
کہ خالی نہین ذکر سے کوئی چیز

زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے
نہ خالی رہے دل کبھی فکر سے

اوسیکی ہوا ہو اوسیکی ہوس
نہ بہولو کسی حال مین اک نفس

ہمیشہ رہو طالب کبریا
زبان پر ہو ہردم خدا ہی خدا

حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاہزادی مشرق باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال و اتصال ہردو بحکم قادر ذوالجلال و نہان گردیدن سیمرغ از انفعال

سترا با طور ایلا سا قیا
دکھا سیر تخت ہوا ساقیا

بیاضِ ورق مصحفِ تابان بنے
ہر اک لفظ مُہرِ سلیمان بنے

مضامین دکھائیں پری کی ادا
معانی مین جلوہ ہو بلقیس کا

ہر اک بیت بیتِ مقدس ہو آج
ہو مصرع ہو عالم مین پائے رواج

وہ بندش مین پیدا ہو جلوہ گری
کہ جسپر تصدق ہون جن و پری

چلی خوب دورِ مے شعلہ رنگ
دلِ مضطرب مین بھری ہی اُمنگ

یہ تاثیر ہو بادۂ صاف کی
سیاحت کرون پردۂ قاف کی

سراسر نہ دل محوِ مستی رہے
تمیزِ بلندی و پستی رہے

وہ ہی ہو کہ جس مین ہون ہوشیار
نہ بھولون کبھی یادِ پروردگار

پلا بادۂ معرفت اسقدر
لکھون داستانِ قضا و قدر

جنابِ سلیمان علیہ السلام
تھی اک روز مصروفِ دربارِ عام

مؤدب چپ و راست انسان تھے
کھڑی دست بستہ بنی جان تھے

بہت تھی امیران عالی وقار | بہت صاحب مملکت تاجدار
ہزارون غلامان زرین کمر | جوانان نامی و صولت اثر
ہزارون کمر بستہ خدمتگزار | تھی بی انتہا حاجب و چوبدار
چرندو پرندو وحوش و طیور | دو رویہ تھی صف بستہ پیش حضور
وہ شوکت وہ عظمت وہ رعب و جلال | وہ سیرت وہ صورت وہ حسن و جمال
خدانی دیا تھا عجب کرّ و فر | عیان شان معبود تھی سر بسر
لکھون قصر و ایوان کی تعریف کیا | نظر آتی تھی قدرت کبریا
رقم ہون اگر وصف دربار عام | ازل سے ابد تک نہون یہ تمام
اوٹھاؤ قلم اب سوی مدعا | بیان آپ کرتے تھے حمد خدا
پس حمد خلّاق عالم کہا | نہین اوسکی قدرت کی کچھ انتہا
ظہور اوسکا دیکھا اوسیکا اثر | جو ہوتا ہے حکم قضا و قدر

کوئی کام قدرت سی باہر نہین ‌‌ ‌ کسی سی ہو سرزد کبھی کہین

یہ کی سنکے سیمرغ نے التماس ‌ کہ ای بادشاہ جہان حق شناس

قضا و قدر کا مین قائل نہین ‌ مری دل کو تصدیق کامل نہین

مشیت ہی کیا جیسے فرمائیے ‌ حقیقت ذرا اسکی سمجھائیے

کوئی حال ایسا بتائین حضور ‌ جہان مین ہو آیندہ جسکا ظہور

کہا اوس سی حضرت نی ای گلبدن ‌ مشیت ہی حکم خدای جہان

جو کچھ اوسنی روز ازل لکھ دیا ‌ وہ بی شبہہ عالم مین پیش آئیگا

کسی سی بیان اوسکی قدرت ہو کیا ‌ کسی پر عیان اوسکی حکمت ہو کیا

یہ اک مختصر حال سن لے ضرور ‌ کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور

نہین اونکا عالم مین اتبک وجود ‌ نہین اونکی وہم و گمان مین نمود

ہی مغرب مین اک شاہ والا گہر ‌ اوسی دیگا خلاق عالم پسر

جو مشرق مین ہے شاہ عالیمقام ملیگی اوسے دختر لالہ فام

وہ جب دختر و طفل ہونگے جوان ملائیگا اون کو خدا ہی جہان

زہی قدرت قادر ذوالجلال لکھا ہی مقدر مین اونکی وصال

بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہی دور مگر جو مشیت ہے ہوگا ضرور

اوسی دن سے سیمرغ کو تھا خیال میں[illegible] جاتا تھا ہر ماہ و سال

ہوئی خلق جب دختر گلعذار اوٹھالایا پنجون مین مثل شکار

اوڑا کر اوسی قاف مین لیگیا وہان آشیانہ بنا کر رکھا

دیا کچھ دنون شیر حیوان اوسے نہ دکھلائی یہ شکل انسان اوسے

پس شیر میوے کھلاتا رہا تر و تازہ پھل روز لاتا رہا

غرض رفتہ رفتہ جوان ہو گئے سراپا وہ جان جہان ہو گئے

یہ بڑہ کر ہوئی آفت روزگار حسینان عالم ہوون جسپر نثار

وہ دن سن وہ جوبن وہ حسن جمال — مگر تھی طبیعت مین وحشت کمال

نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہی کیا — نہ کھائی تھی باغِ جہان کی ہوا

ہوئی جب سے وہ ماہ پارہ جوان — نہ و ماہ وہ دونون رہی پاسبان

اسی رہنے دو ساکن آشیان — سنو شاہ مغرب کی اب داستان

وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال — دیا حق نے فرزند صاحب جمال

ہوا فضل خالق سے وہ نوجوان — سراپا شجاعت سعادت نشان

رہی صرف تعلیم اہل کمال — ہوا تھوڑے عرصے مین وہ بیمثال

ہر اک علم مین وہ یگانہ ہوا — غرض انتخاب زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بیقرار — طبیعت مین تھا ذوق سیر و شکار

وہ کھیلا شکار غزالان کبھی — کبھی صید شیر نیستان کبھی

نہ چھوڑا اُسکا رچرند و پرند — مگر دل سے تھا صید ماہی پسند

وہ کشتی مین اک دن ہوا جلوہ گر	رفیق آ کے بیٹھے ادہر اور ادہر
سمندر مین کشتی روانہ ہوئی	نسیم سحر تازیانہ ہوئی
یکایک جو باد مخالف چلی	اوڑا کر اوسے قاف مین لیگئی
سمندر مین کشتی تھی مثل حباب	تلاطم سے آخر ہوئی غرق آب
مصاحب ہوی غرق بحر فنا	وہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ بہا	کنارے پہ اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشت وحشت فزا	اوتر کر اودھر شاہزادہ چلا
قضا و قدر سے یہ پہنچا وہان	کہ سیمرغ کا تھا جہان آشیان
ٹھہر کر لیا سایہ مین دم ذرا	ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہ مشرق کے نور نظر	اوسی آشیانی مین تھی جلوہ گر
فضا دشت کی دیکھتی تھی کھڑا	سوہی شاہزادہ نظر جا پڑی

محبت سے دیکھا بہت دیر تک
رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک

دل مضطرب کا بڑھا اضطراب
طبیعت میں پیدا ہوا پیچ و تاب

ادھر شاہزادے نے دیکھا ذرا
کہ ہے محو نظارہ اک مہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہو گیا
وہ تیر نظر کارگر ہو گیا

سراپا یہ محو تماشا ہوا
دل اوس آفت جان پہ شیدا ہوا

لگا عشق کا تیر دونوں طرف
ہوئی دل میں تاثیر دونوں طرف

یہ بیخود وہ مضطر یہ حیران تھا
یہ بسمل وہ بیدل یہ بیجان تھا

ادھر تیر الفت ہوا دل کے پار
ادھر پڑ گئی دل میں خنجر آر

ادھر شکل نرگس بندھی ٹکٹکی
ادھر چشم حسرت سے ندی بہی

گری اسکی آنسو اگر خاک پر
گئی اوسکی فریاد افلاک پر

ادھر ہجر میں اسکا دل بیقرار
ادھر دم بدم تھا اوسی اضطرار

اودھر لب بلب ہونیکی جستجو | اودھر شربت وصل کی آرزو

اشارے سے اوسنے بلایا قریب | گیا یہ بصد شوق سوے حبیب

وہ تھی آشیانی مین یہ خاک پر | یہ فرش زمین پر وہ افلاک پر

بہت کچھہ اشارے کنایے ہوے | سخن رہ گئی لب پر آتے ہوے

نہ سمجھی کوئی بات وحشی خصال | پریشان ہوا شاہزادہ کمال

نر و مادہ جس وقت آتی اودھر | تو چھپ جاتا شہزادہ نامور

جب اون مین سی کوئی نہوتا وہان | یہ آبیٹھتا پھر تہ آشیان

نئی رنگ سے پھر وہ شہ کی پری | دکھاتی تھی ہر روز جلوہ گری

کئی دن اشارون مین باتین ہین | محبت کی الفت کی گھاتین ہین

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا | سمجھنے لگے بات کچھہ کچھہ ذرا

کہا شاہزادی نی ای مہ لقا | بلالے مجھے یا مری پاس آ

یہ سنکر ہوا اوسکو صدمہ کمال
رہا شاہزادی کے دل مین خیال

اوسی روز سیمرغ بہر شکار
گیا آشیان سے سوی کوہسار

اوٹھا لایا پنجے مین اک نیلگاو
کہا اپنی مادہ سی جی بہر کے کھاو

غرض کھا کے دونون نے زیر نہال
وہین چہوڑ دی نیلگائی کی کھال

وہ جسدم ہوی سیر ہوکر روان
کہا شاہزادی نی ای نوجوان

نہین کوئی تدبیر اسکے سوا
تو اس پوست کا وین بچھا

جب آئیگا سیمرغ ہنگام شام
منگا لونگی اس پوست کو لا کلام

یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا
سر شام اوس پوست مین چھپ گیا

ہوا شبکو سیمرغ کا جب نزول
بہت شاہزادیکو پایا ملول

کہا اوسنے گھبرا کے ای مہ لقا
تکدر رہی کیون آج باعث ہی کیا

کہا شاہزادی نی ای مہربان
پڑی ہی یہ کیا شئی تہ آشیان

مجھی اسمین حیرت ہی جلدی بتا تو — کہا اوسنے ہی پوست نیل گاو

وہ بولی یہ شی ہی عجیب و غریب — ذرا اسکو لی آو میرے قریب

گیا سنکی سیمرغ زیر نہال — سو ہی آشیانہ اوٹھا لایا کھال

بہت خوش ہوی کھال کو دیکھکر — رکھا آشیانہ مین پیش نظر

گئی جب نر و مادہ وقت سحر — نکل آیا شہزادہ نامور

بڑھا شوق مین جانب دلربا — ہوئے ہم بغل آکے وہ مہ لقا

رخ صبر سے اوٹھ گئی یان نقاب — ہوی فرط الفت سی وہ بی حجاب

لبون سی ملے لب دہن سے دہن — دلون سی ملی دل بدن سی بدن

یہانتک بڑھا لطف بوس و کنار — کہ دونون کی دل ہو گئے بیقرار

اوٹھا ہی مزی شربت وصل کے — شراب محبت سی دونون چھکے

ہوی شکل جوزا بہم مہر و ماہ — ادا ہو گئی وصل کی رسم و راہ

دلون مین نہ باقی رہین حسرتین
ہوئین دور سب ہجر کی کلفتین

غرض روز و شب خرم و شادکام
بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام

جب آتی تر و مادہ ہنگام شام
یہ اوس پوست مین جا کے کرتا قیام

بسر کرکے تنہائی مین رات بھر
نکلتا تھا گھبرا کے وقت سحر

وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طرب
اسیطرح گذری کئی سال جب

دیا حق تعالی نے طفل حسین
تولد ہوئی دختر مہ جبین

اسی چھوڑ وہمراہ اہل و عیال
سنو اب جناب سلیمان کا حال

کہا ہنس کے اک روز سیمرغ سے
ظہور مشیت کے دن آگئے

یہ کی عرض سیمرغ نے اے جناب
ہوا اپنی دعوی مین مین کامیاب

گیا سر بسر وہ زمانہ گذر
کہان اب وہ دختر کہان وہ پسر

تبسم کیا آپ نے اور کہا
ٹھہر جا ذرا دیکھ شان خدا

ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا — کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا

اوسی وقت مشرق کا فرمانروا — سراسیمہ دربار مین آگیا

یہ کی عرض دونون نی پیش جناب — کہ ای مرسل حق رسالت مآب

عجب مخمصی مین گرفتار ہین — ستمدیدہ بیکس دل افگار ہین

خدا نی کیا آپ کو دادرس — جہان مین غریبون کا فریادرس

کہا آپ نی کچھ کہو تو سہی — کیا عرض دونون نی درد دلی

سنی دختر و طفل کی داستان — ہوئی سب حقیقت مفصل بیان

کہا سُنکی سیمرغ سی آپ نے — ابھی شاہزادی کو لا قاف سے

یہ سُنکر ادھر وہ روانہ ہوا — غرض داخل آشیانہ ہوا

پہنچکر کہا اوس گل اندام سے — تو اس پوست مین بیٹھ آرام سے

مری دل کی بر آئیگی اب مراد — کیا ہی جناب سلیمان نے یاد

وہ بہی تو لیکر شتاب ہوا
سوی تختگاہ سلیمان چلا

جناب سلیمان کو تہا انتظار
کہ پہنچا یہ دربار میں ایکبار

اوسے قریب آکے مجرا کیا
وہ پشتارہ پیش نظر رکہہ دیا

کہا کہول دی اب یہ راز نہان
کہ ہو قدرت حق تعالی عیان

وہ پشتارہ کہولا جو منقار سے
کہا اوس طرف دیکہکر آپ نے

نکل شاہ مشرق کے لخت جگر
نکل شاہ مغرب کے نور نظر

یہ سنکر نکل آئی دونوں شتاب
وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب

سو دونوں کہڑے ہو کے مجرا کیا
سلیمان کے قدموں پہ سر رکہہ دیا

دیا حکم بچوں کو بہی ساتھ لاؤ
وہ کم سن ہیں گہبراتے ہونگے بلاؤ

وہ جاکر اوسی پوست گاؤ سے
اوٹہا لائی بچونکو بہی سامنے

کیا پیار حضرت نے اطفال کو
کہا دیکہو خالق کے افضال کو

ہوا پہر یہ ارشاد سیمرغ سے
تماشای شان خدا دیکہہ لے

قضا و قدر کا نمونہ یہ ہے
مشیت سی خالی نہین کوئی شے

ہوا اب کہ سیمرغ کو انفعال
ندامت سی تہا سر اوٹہانا محال

نگاہون مین سب کی جو رسوا ہوا
خجالت زدہ اک طرف اوڑ گیا

ہوا چشم انسان سی ایسا نہان
نہ پایا کسی نی پہر اوسکا نشان

یہ ادنی ہی ذکر قضا و قدر
ہزارون تماشی ہین دیکہو اگر

مشیت مین جس چیز کا ہی ظہور
وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور

جو کچہہ لکہہ دیا اوسنے روز ازل
ابدتک نہ آئیگا اوس مین خلل

مشیت مین اوسکی تبدل نہین
سر مو تردد تنزل نہین

کرو بندگی اوسکی شام و سحر
رکہو اوسکی فضل و کرم پر نظر

اوسیکی عبادت کرو متصل
رہی اوسکی الفت سی لبریز دل

سوا اوسکی سب کی طلب چھوڑ دو | ادھر توڑ و رشتہ اودھر جوڑ دو
نہ کہاتے پھرو ٹھوکرین دربدر | اوسیکی رکھو آستانی پہ سر
کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو | دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو
اوسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد | اوسیکی دم واپسین بہی ہو یاد
عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے | جو مشکل سے مشکل ہو آسان ہے
جب ایسا ہی خالق تو پیدا ہی کیا | یہ دنیا ہی کیا مال دنیا ہی کیا
بڑی اوسکی سرکار ہی کیا نہین | کسیکی مگر چشم بینا نہین
مسرت ہو یا رنج ہستی رہی | ہر اک حال مین حق پرستی رہے

بیان بی ثباتی دہر ناپایدار و عبرت احوال گذشتگان و رنگا
بو قلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام بہر نصیحت

فنا و ذات جناب باری البقا

پلا ساقیا بادۂ مشک بو — سلامت رہین تیری جام و سبو

حیاتِ دو روزہ کا کیا اعتبار — دکھا دے مے لالہ گون کی بہار

وہ مے ہو جو ناقص کو کامل کرے — وہ مے ہو جو مستون کو بسمل کرے

وہ مے ہو کہ جس سے ہو ترک طلب — تعلق سے کے ہو چھوٹنے کا سبب

وہ مے ہو کہ جس سے نہ ہول و ہراس — وہ مے ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس

وہ مے ہو کہ جس سے نہ ہو درد سر — رہے بیخودی مین بھی حق پر نظر

وہ مے ہو کہ جس سے طلاقت بڑھے — سخن مین فصاحت بلاغت بڑھے

وہ مے ہو کہ جس سے نہ ہو کچھ خیال — دکھائے عروس سخن کا جمال

دو رنگی زمانے کی ہے آشکار — چلی دور پر دور لیل و نہار

کہان ہم کہان پھر مے لالہ فام — پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام

بھروسا نہین صبح کو شام کا
ملادی مرے منہ سے منہ جام کا

زمانہ کی ہر شی ہی نقشِ برآب
فقط ہمکو کافی ہی دورِ شراب

یہ ہو بیخودی بادۂ صاف مین
بہکتا پھرون روز انصاف مین

خرابات مین جوش مستی رہے
گھٹا میکدے پر برستی رہے

ہمین کیا رہے یا نہ عالم رہے
ترا خم سلامت ترا دم رہے

بدلتا ہے ہر روز رنگ آسمان
مٹاتا ہے نام آورونکی نشان

زمین اسکی رہتی ہی امیدوار
کہ ہر دم ملے مجھکو تازہ شکار

عیان ہین زمانیکی نیرنگیان
نمونہ ہی جسکا بہار و خزان

کبھی جلوہ گر انجم و کہکشان
کبھی خاک ہے پردۂ آسمان

خرابات دنیا ہے عبرت کدہ
تماشا ہی عالم ہے حیرت کدہ

کسی کو جہان مین نہین ہی بقا
ہر اک شی فنا ہی فنا ہی فنا

یہ دنیای فانی ہے مہمان سرا
جو آیا یہان چار دن رہ گیا

مسافر یہان جسقدر آئینگے
یونہین رفتہ رفتہ چلی جاینگے

فقط رات کی رات لیتی ہین دم
سرا ہے یہ دنیا مسافر ہین ہم

یہ جا گھبرانیکے قابل نہین
ذرا دل لگانیکے قابل نہین

جو آیا وہ صدمے اوٹھا کر گیا
بہت اشک حسرت بہا کر گیا

جو عاقل ہین وہ دل لگاتی نہین
غم و رنج ہستی اوٹھاتی نہین

جو عالم مین آکر یگانہ ہوا
وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا

قطعہ

ہوا ہوگا کوئی زمانی مین شاد
ہزار و ن چلی جاتی ہین نامراد

رہی ہمتو آکر ہمیشہ ملول
ریاض جہان سے ہوا یہ حصول

کبہی بہول کر مثل گل جو ہنسا
وہ روتا ہوا اس چمن سی گیا

تم اس جہان سی یہ حاصل ہوا — کہ دو روز جینا ہی مشکل ہوا

ہوا و ہوس کی پھنسے دام مین — رہے مبتلا دور ایام مین

نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا — رہیگا فقط ایک نام خدا

احوال انبیا

زمانے مین آئے بہت انبیا — بڑھا اونسے اسلام کا سلسلہ

ثنا ور ہوے بحر توحید کے — طلبگار تھے حق کی تائید کے

شب و روز جاری رہا فیض عام — بجز دعوت حق نہ تھا کوئی کام

ہدایت رہی سبکو مد نظر — گذرتی تھی طاعت مین شام و سحر

زمانی سی کفر و ضلالت مٹی — بڑھے اہل ایمان منافق گھٹے

دوئی شرک ان مین مطلق رہی — رہی جس جگہہ وحدت حق رہی

شفیع امم کا یہ رتبہ بڑھا — ہوی رفعت رفعت حبیب خدا

کسی کو قضا نی نہ چھوڑا یہان
گئی دار فانی سے سوی جنان

نہ باقی رہے جب وہ عالی مقام
تو ممکن نہین ہے کسیکو قیام

بقا ہے تو اک ذات واحد کو ہی
سوا اوسکی فانی ہی ہر ایک شی

احوال پادشاہان

سنا ہوگا شاہان ماضی کا حال
کہان آج ہے اونکا جاہ و جلال

کدہر ہے سکندر کا تاج و لوا
کہان ہے سلیمان کا تخت ہوا

کہان ہی فریدونکا جاہ و حشم
زمانے سے کیا ہو گیا جام جم

بڑی حکمرانی تہی ضحاک کی
ہوا خاک گردش سی افلاک کی

نہ جمشید کچہہ لیگیا اپنے سات
سکندر جہان سے گیا خالی ہات

ہوا دور گردون سے یہ انقلاب
نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب

ہی عبرتکدہ طاق نوشیروان
کہان ہی وہ دارا کا طبل و نشان

کہان ہی وہ محمود کی دار وگیر
کہان ہی وہ تغلق کی فوج کثیر

کہان اب ہی تیمور صاحبقران
فسانہ ہوا حال چنگیز خان

نہ سنجر کی باقی رہی سنجری
نہ نادر کی باقی رہے نادری

جہان مین ہو قیصر کہ خاقان چین
نچھوڑیگی باقی کسیکو زمین

ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج
تہ خاک غافل وہ سوتی ہین آج

کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری
لحد مین ہوئی خاک ہی ہمسری

کسیکی نہ تھی اصل جنکے حضور
ملی خاک مین وہ سر پر غرور

جہان کے مزے سب فراموش ہین
عروس لحد ہی ہم آغوش ہین

کسی کی حکومت نہ سطوت رہی
رہی تو فقط یاس و حسرت رہی

اگر دیکھو انصاف سے اک نظر
کھلونی تھی مٹی کے یہ سر بسر

احوال علما

بہت دار فانی مین فاضل ہوے — بہت علم منطق مین کامل ہوے

کیے مسئلے یاد منقول کے — ہوے منتہی علم معقول کے

کسی کی ہوئی صرف مین عمر صرف — کسی نے پڑہا نحو کو حرف حرف

کسی کو رہا شغل تفسیر کا — کوئی فقہ دان محدث ہوا

کسی کو ہوا علم ادب مین کمال — کوئی علم اخلاق مین بیمثال

معانی مین کوئی جو مشتاق تہا — تو علم بیان مین کوئی طاق تہا

وظائف کوئی پڑہ کے عامل ہوا — [illegible]ی نقش لکہنے مین کامل ہوا

معطل رہے سبکے علم و کمال — [illegible] خاک سب کا مآل

نہ کام آئی تحریر و تقریر کچہہ — [illegible] کچہہ

لحد مین پڑے سوتے ہین بیخبر — ہوے [illegible]ے بیکار علم و ہنر

ہر اک علم مین تھی بہت ہوشیار | رہے محو حیرت وہ انجام کار

احوال حکما

جہان مین ہوی خلق کیا کیا حکیم | عنایت ہوئی اونکو عقل سلیم
نہ تھا مثل حکمت مین لقمان کا | فلاطون زمانے مین کامل ہوا
بڑا صاحب فہم بقراط تھا | محیطِ کمالات سقراط تھا
ارسطو جہان مین یگانہ ہوا | بلیناس فخر زمانہ ہوا
ہر اک فن مین بونصر تھا انتخاب | ہر اک علم مین بوعلے لاجواب
کوئی نبض بینی مین مشاق تھا | کوئی فن تشریح مین طاق تھا
کوئی تھا نہایت قیافہ شناس | کسی کا گیا آسمان تک قیاس
کسی کو پسند آیا علم نجوم | کسی کی ہوئی علم ہیئت مین دھوم
کوئی محو تشخیص امراض تھا | کسیکو مطب کا رہا مشغلا

ریاضی کوئی پڑھ کی لائق ہوا | طبیبی کوئی پڑھ کے فائق ہوا
نہ کام آیا اشراقیون کا کمال | ہوا خواب مشائیون کا خیال
کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج | نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج
نہ کچھ بس چلا حکمتین کین ہزار | ہوی استخوان خاک انجام کار

احوال پہلوانان

ہزارون نمودار تھے پہلوان | ہوی رفتہ رفتہ عدم کو روان
نہ باقی ہین زال و نریمان نہ سام | تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان | فرامرز و سہراب و برزو کہان
قباد و فریبرز و اسفندیار | ہوی اور بھی پہلوان ہشیار
کوئی شیردل تھا کوئی پیلتن | کوئی تیغزن تھا کوئی صف شکن
کوئی نشۂ زور و طاقت سے مست | سمجھتا تھا کوہ گران کو بھی پست

کسی کو رہا ذوق تیغ و کمان ۔ کسی کو تھا مرغوب گرز گران

کسی نے کیا دیو کا سامنا ۔ کوئی شیر نر سے مقابل ہوا

مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور ۔ ہوی بعد مردن ہم آغوش گور

جو دیتی رہے لشکروں کو شکست ۔ اجل کا نہ کچھ کر سکے بند و بست

جہان مین بڑی دہوم رستم کی تھی ۔ قضا سی نہ کچھ چل سکی رستمی

جو زور آزمائی مین تھی بیمثال ۔ لحد مین ہوئی اونکو جنبش محال

اجل آکے جب سر پہ نازل ہوئی ۔ تو کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوی

احوال حسینان

بہت مہ جبین زیب عالم ہوے ۔ بہت اونپہ عشاق بیدم ہوے

کسیکا وہ جوبن وہ حسن و جمال ۔ کسیکو تھا ناز و ادا مین کمال

کسی پر جوانی کی آنا غضب ۔ کسی گل کا وہ سرو سا قد غضب

کسی کی وہ اٹھکھیلیان چال مین — کوئی مست بادہ عجب حال مین

کسی کو تہا دل کی جلانیکا شوق — کسی کو تہا بتّی بہانے کا ذوق

کسی کے وہ رخسار رشک قمر — کسی کی وہ زلفِ رسا تا کمر

کسی کا وہ آنکھین لڑانا غضب — اشارون سی وہ دل لبھانا غضب

کسی آفتِ جان کی نیچی نظر — کوئی بادۂ حسن سی بیخبر

کسی کو تہا ناز وادا پر غرور — کسیکو مے لالہ گونکا سرور

کوئی نازنین کوئی جادو ادا — کوئی مہر طلعت کوئی مہ لقا

قضا نے نچھوڑا کسیکو مگر — ملی خاک مین سب وہ رشک قمر

کہان وہ رخ و گیسوے تابدار — کہان آئنہ شانہ لیل و نہار

کوئی مثل گیسو پریشان گیا — کوئی شکل آئینہ حیران گیا

فقط زندگی تک ستہی ناز وادا — نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا

گران تھی جنھین نکہت یاسمن — تہ خاک سوتے ہین وہ گلبدن

کہان ہی وہ اب عاشقونکا ہجوم — کہان ہی وہ اب جان نثارونکی دھوم

کوئی فاتحے کو بھی آتا نہین — سر قبر آنسو بہاتا نہین

پس مرگ پھر وہ محبت کہان — وہ الفت کہان وہ رفاقت کہان

تصدق جو ہوتی تھی شام و سحر — لحد پر وہ آتی نہین بھول کر

احوال جوانان

ہزارون جوانان عالی نژاد — گئے منزل دہر سے نامراد

شراب جوانی سی مدہوش تھے — عجب ولولے تھے عجب جوش تھے

کوئی روز و شب صرف بزم نشاط — کوئی محو ہنگامہ انبساط

ہوا رسم الفت کا بانی کوئی — دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی

کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا — کوئی شمع رویونکو پروانہ تھا

کوئی رات بہر یار سے ہمکنار
کوئی ہجر جانان مین تہا بیقرار

می حسن سے کوئی سرشار تہا
کسی کا کوئی محو دیدار تہا

کوئی محو نظارۂ گلبدن
کسیکو تہی مرغوب سیر چمن

رہا کوئی طوق و سلاسل مین بند
کسیکو تہی صحرا نوردی پسند

کسی پر رہا سایہ افگن جنون
کسی کا ہوا دل لگانی مین خون

کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب

کسی مین جوانی کا اک بانکپن
وہ چہٹی بہوین کنج لب پر شکن

وہ رخسار پر سبزۂ خط کی شان
ہر اک بات مین اک نئی آن بان

کسی کو تہا تیجے کلاہی کا شوق
کسی کو تہا زور آزمائی کا شوق

کسی کو تہا صید افگنی مین کمال
کوئی شہسواری مین تہا بیمثال

یہ سر مین ہر اک کی بہری تہی ہوا
کہ مجھ سا جہان مین نہین دوسرا

حقیقت مین عہد جوانی تہا خواب	ہوا ہو گئی سب بہار شباب
نہ مانند بلبل رہے چہچہے	نہ اب ہمصفیرونکے وہ قہقہے
نہ باقی رہا کچہہ جوانی کا جوش	ہوئی مثل شمع لحد سب خموش

احوال چمن

تحیر فضا ہے طلسم جہان	کبہی فصل گل ہی کبہی ہی خزان
کبہی چشم بلبل مین ہی جای گل	کبہی ہر طرف شور ہی ہائے گل
کبہی ہی بہار گل و یاسمن	کبہی خار و خس ہین میانِ چمن
کبہی نغمۂ بلبل بوستان	کبہی برگ گل نذر باد خزان
کبہی شاہد گل کی جلوی ہزار	کبہی صحن گلشن مین انبار خار
کبہی طائران خوش الحانکی ہجوم	کبہی شور کرتی ہین یان جغد و بوم
کبہی جہومتے ہین نہال چمن	کبہی جای عبرت ہی حال چمن

کبھی زینت باغ شمشاد ہے | کبھی سرنگون سرو آزاد ہی

کبھی قمریونکی ہے حق سرہ | کبھی نعرۂ چہچہہ ہی چارسو

کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن | کبھی شور کرتی ہین زاغ و زغن

کبھی سایہ افگن ہی گلشن مین تاک | کبھی باد صرصر سی اوڑتی ہی خاک

نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار | [illegible] باغ جہانکی بہار

کبھی زندگانی پہ نازان نہو | برنگ گل و غنچہ خندان نہو

بہت پہول کہل کے مرجہا گئی | بہار اپنی عالم مین دکہلا گئے

خزان نے مٹائی فضای چمن | ہوئی باد صرصر ہوای چمن

ترانون مین بلبل کی ہی یہ صدا | بہار چمن کو ہی آخر فنا

عبث نغمہ سنجان گلشن ہین شاد | مناسب ہی فصل خزانکی بہی یاد

نہین بی سبب گریۂ آبشار | عدم کی مسافر ہے فصل بہار

گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی | نہ غنچون کو کہلنے کی فرصت ملی
بقا رنگ کو ہی نہ بو کو ثبات | بہارِ گل تازہ ہی ایک رات
ریاض جہان کا تماشا کیا | نہ پائی کسی گل مین بوے وفا

قطعہ

عجب یاس سی بلبل بیقرار | یہ کہتی ہی با دیدۂ اشکبار
کبھی ایسے گلشن مین آنا نہ تھا | یہان آشیانہ بنانا نہ تھا
یہان آکے کیا شاد و خرم ہوے | ہوئی اک خوشی سیکڑون غم ہوے
جفا گل کی دیکھی خلش خار کی | نہ حسرت بر آئی دل زار کی
کہا گل نی سنکر پریشان نہو | سبب اسکا ظاہر ہے گریان نہو
یہان عیش و عشرت کی فرصت کسے | تبسم تکلم کے مہلت کسے
ہم اکدم کو گلشن مین آئی تو کیا | اگر لاکھہ جلوے دکہائے تو کیا

فنا سر پہ ہر وقت موجود ہے
خوشی اس گلستان مین بیہودہ ہی

زبان پر تہا گل کے ابہی یہ کلام
کیا آکے باد خزان نے سلام

کہا ایسے الفت مین بیخود ہوئے
کر اکبار دل سے بہلایا مجہے

بہری دل سے بلبل نے اک آہ سرد
تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

ابہی دل مین دونون کے اک خوف تہا
کہ باد فنا کا طمانچہ لگا

فنا کا تصرف ہوا چار سو
نہ گل تہا نہ بلبل نہ وہ گفتگو

کسی کو نہین ہے قیام و ثبات
نباتات ہون خواہ ہون ذیحیات

جہان مین فقط شب کی شب ہی قیام
رہا ہی نہ کوئی رہیگا مدام

فنا ہے زمانے مین سب کیلیے
بقا ہے فقط ذات رب کیلیے

ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہی
وہ باقی ہی فانی ہی ہر ایک شی

زمانہ ہی حادث وہی ہی قدیم
مسافر ہین ہم سب وہی ہی مقیم

نہ تھا کچھہ بھی پہلے مگر تھا وہی
نہوگا کوئی اک رہیگا وہی

کوئی اوسکا عالم مین ثانی نہین
کسیکو بقا جاودانی نہین

نہ باقی رہیگا کوئی ذیحیات
ہمیشہ رہیگی فقط اوسکی ذات

نہ ہمسر ہے اوسکا نہ ہمتا کوئی
نہ ابتک ہوا ہے نہ ہوگا کوئی

یہ ہی وحدت حق کی کافی دلیل
زمانی مین ہر چیز ہے بیعدیل

وہی دونون عالم کا معبود ہے
وہی دین و دنیا کا مقصود ہے

گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے
ہزارون ہین جلوے جدہر دیکھیے

اوسیکی ہر اک گل مین ہی رنگ و بو
اوسیکی عنادل کو ہی جستجو

وہ شمع تجلی ہے پرتو ہین سب
حقیقت مین اوس نور کی ضو ہین سب

ہمیشہ اوسی سی رہے لو لگی
نہو تم عالم مین دل بستگی

سراسر یہ دنیا ہے خواب و خیال
بجز یاس و حسرت نہین کچھہ مآل

قطعہ

شب زندگانی بسر ہو گئے
مین غافل رہا اور سحر ہو گئی

سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا
غضب ہی اوسے طرح سوتا رہا

بجا سر پہ جس وقت کوس رحیل
کھلی آنکھ جب رہ گیا وقت قلیل

مین اوس وقت مہر لب با ہم تہا
سفر کا جہان سے سر انجام تہا

چلی چھوڑ کر جسم روح روان
اوٹھا ہر طرف شور آہ و فغان

ہوی جمع بیگانہ و آشنا
ہجوم عزیز و اقارب ہوا

ہوا پھر یہ منظور احباب کو
پی دفن جلدی اسی لیچلو

غرض جملہ ساماں جب ہو چکا
جنازہ مرا لیچلے آشنا

حیا نے کہا منہ چھپائے چلو
جہان مین عیان ہو وے رسوائی

نہ افشا کرو اسکا حال تباہ
عدم کو چلا ہے بہت رو سیاہ

غرض رفتہ رفتہ لحد تک گئی ‏ — مگر بار عصیان سے سب تہک گئی

لحد مین اوتارا جنازہ مرا ‏ — ہر اک دیکھتا تہا تماشا مرا

عزیز و اقارب سنے تختی دیے ‏ — دعا سب سنے کی مغفرت کی لیے

لحد مین مری آنکھہ جس دم کھلی ‏ — نظر آئی چارون طرف تیرگی

ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس ‏ — نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار پاس

چپ و راست ہمسایہ لاکہون مگر ‏ — نہین ایک کی دوسریکو خبر

نکیرین کے وہ سوال و جواب ‏ — وہ رنج و تعب وہ لحد کا عذاب

ندامت گناہونکی وہ بیکسی ‏ — وہ تنہائی قبر وہ بیبسی

وہ چارون طرف سی فشار لحد ‏ — وہ خوف مکافات اعمال بد

نہ خورشید کی ضو نہ نور قمر ‏ — کہین سی مطلق ہوا کا گذر

نہ خویش و اقارب نہ یار آشنا ‏ — خدا ہی خدا ہے خدا ہی خدا

ہوا دلکو اوسوقت حق الیقین — یگانہ سوا اوسکے کوئی نہین

مگر حیف ہی مرکے مانا توکیا — پس مرگ خالق کو جانا توکیا

کبھی زندگی مین نہ کی اوسکی یاد — رہا دولت دین سی مین نامراد

سراپا ہون عصیان بہر طور مین — بس اب دست افسوس ہین اور مین

قیامت تلک ہی یہی اضطراب — کرون کس سی اظہار حال خراب

سوا اوسکی کوئی نہین دادرس — وہی ہی غریبون کا فریادرس

وہی عاصیون کا ہے آمرزگار — وہی روسیا ہونکا ہی پردہ دار

سراپا مین حاجت ہون وہ بی نیاز — مین عاصی وخاطی وہ بندہ نواز

عذر جرائم ومناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہے یہی التجا — یہی جستجو ہے یہی مدعا

ملے نار دوزخ سے یارب نجات — حیات دوروزہ ہے آخر ممات

ہوئی آکے ہستی مین کیا کیا قصور
تو ستار ہی مین سراپا قصور

جہان سے چلا ہون بہت رو سیاہ
اوٹھائے ہوئے سر پہ بار گناہ

اگر تیری رحمت ہو قصہ ہی پاک
حقیقت ہی انسان کی مشت خاک

ترا بحر رحمت ہے بے انتہا
گناہون کی میری حقیقت ہی کیا

مری جرم و عصیان کی کچھ حد نہین
تری لطف و احسان کی کچھ حد نہین

بجز یاس و حسرت نہین کوئی ساتھ
ریاض جہان سی چلا خالی ہاتھ

کیا تونے دنیا مین سب کچھ عطا
ہوا کچھ نہ مجھ سے سوای خطا

تماشای قدرت نہ دیکھا کبھی
حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی

جہان مین رہا صرف عصیان مدام
بجز روسیاہی نہ تھا کوئی کام

کیا ایسا کیا کام جسپر ہو ناز
مگر ہے ترا دست رحمت دراز

کٹی عمر غفلت مین صبح و مسا
ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا

اگر تیری رحمت ہو بیڑا ہے پار
وگر نہ جو منظور پروردگار

سزا ہی خطا یا ہو فضل و کرم
بہر حال ہی فرق تسلیم خم

جب آئیگی محشر مین نوبت مری
عیان ہوگی شان رحیمی تری

عنایت کا تیری طلبگار ہون
گنہگار ہون مین گنہگار ہون

خاتمہ

نہ دو طول صفدر کرو اختصار
کہان تم کہان حمد پروردگار

ازل سے ابد تک لکھے گر قلم
نہو شمہ حمد خالق رقم

صفات اوسکی لکھنا کچہ آسان نہین
جو طی ہو سکی یہ وہ میدان نہین

طبیعت کو گر آزمایا تو کیا
فروغ مضامین دکھایا تو کیا

کرے قطرہ کیونکر سمندر کا وصف
ہو ذرے سے کیا مہر انور کا وصف

لکھین حمد خلاق جن و بشر
یہ دشوار ہے بلکہ دشوار تر

زبان و قلم کو یہ قدرت کہان | کرین حمد خلاق عالم بیان

رقم ہون اگر دفتر بیشمار | نہون ختم اوصاف پروردگار

کسی سے بھی ممکن نہین اوسکی حمد | اوسیکو سزاوار ہی اپنی حمد

ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہے | بہانہ فقط مغفرت کا یہ ہے

یہ ہے عرض اہل سخن سے مری | گزارش ہی ارباب فن سے مری

کسی جا اگر دیکھین سہو و خطا | کرین چشم پوشی بہ لطف و عطا

لکھی ہی عجب حال مین مثنوی | تمیز بد و نیک مطلق نہ تھی

فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا | زبان پر جو آیا وہ موزون کیا

دکھائی نہ تھی قابلیت مجھے | کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے

ہی معرفت کا تھا ہر دم سرور | نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور

نہ تھی اون دنون مجکو دلکی خبر | نہ دل کو تھی زنہار میری خبر

مین دل سے الگ مجھسی دل تھا جدا
نظر مین تھا ہر دم خدا ہی خدا

فصاحت بلاغت جو منظور ہو
تو حاضر ہے دیوان کو دیکھہ لو

سوا اسکی ہر قسم کا ہے کلام
سلاست متانت ہے جسمین تمام

صلہ اسکا ممدوح دیگا مجھی
جو خوش ہوگا سب کچھہ ملیگا مجھے

زمانی کا ہی دینے والا وہ ہے
جہان [illegible] ادنی ہین اعلی و ادنی ہے

کسی سی طلب ہو جو اوسکے سوا
تو صفدر خطا ہی خطا ہی خطا

تمت

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہی بندش ہی مضمون ہ آئینہ ہی جو ہر ہی
زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہے

امیر اسکی کہی تاریخ ہی مین نی بہت اچھی
کہ حقا جو حکایت ہی ہ اکسیر ہدایت ہے

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولانا ظہور الحق صاحب

مثنوی شد نظم چون سلک گہر | ور ثنای خالق رب جلیل
بی تکلف گفت ہاتف سال طبع | بی نظیر و بی مثال و بی عدیل

۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی گوبند پرشاد و صاحب صبا

حشمت و جاہ و جلال مین ہی یہ اہل | حضرت صفدر علی خان بہادر مثل
باسل رستم شکار عاقل لقمان شعار | عادل کسری وقار باذل حاتم محل
میوہ دولت کی باغ باغ ایالت کی نخل | نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کی پھل
مثنوی تازہ ایک آپ نے تصنیف کی | معرفت اوسکی ہر اک شعر کا ہی ماحصل
طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع | واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خانصاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سی مثنوی وہ لاجواب | جسکے ہر مصرع مین ہی حسن بیان معرفت
فکر جب فیروز سال طبع کی مجکو ہوئی | غیب سی آواز آئی بوستان معرفت

۱۳۰۹ھ

تمت

۱۲۸۴۷